عرصہ دراز سے دل میں ایک تمنا تھی کہ ان دو ہستیوں سے ملوں اور ان کی زیارت سے اپنی آنکھوں کو ٹھنڈا کروں جنھوں نے میرے اعلیٰ حضرت امام اہلسنت امام احمد رضا خان صاحب فاضل بریلی علیہ الرحمہ کو دیکھا اور ان کی صحبت اختیار کی ہے۔ ایسی ہستیاں غالباً پاکستان کی سرزمین پر دو ہی تھیں۔ ایک عارف باللہ شیخ ملت فخر السادات حضرت علامہ مولانا سید محمد علی رضوی الوری علیہ الرحمہ (حیدرآباد والے) اور دوسری ہستی کرامت اعلیٰ حضرت بقیۃ السلف حضرت سید عبدالغفور شاہ صاحب مدظلہ العالی (لاہور والے) کی ہے۔ دو ماہ قبل عارف باللہ حضرت علامہ مولانا سید محمد علی رضوی الوری علیہ الرحمہ حیدرآباد میں انتقال کر گئے۔ اب صرف ایک ہستی جو لاہور میں مقیم کرامت اعلیٰ حضرت حضرت سید عبدالغفور شاہ صاحب ہیں۔

جب سے مجھے ان دو ہستیوں کے متعلق معلوم ہوا دل میں خواہش نے جنم لیا کہ دونوں سے ملوں۔ البتہ عارف باللہ پیر طریقت حضرت علامہ مولانا سید محمد علی رضوی صاحب علیہ الرحمہ سے کچھ عرصہ قبل حیدرآباد میں مل کر آیا اور ان سے انٹرویو بھی لیا جو کہ پچھلے ماہ قارئین کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ اب ایک خواہش رہ گئی تھی کہ کسی طرح کرامت اعلیٰ حضرت حضرت سید عبدالغفور شاہ صاحب سے ملوں اور ان کے دیدار سے اپنی آنکھیں ٹھنڈی کروں۔ میں کبھی لاہور نہیں گیا۔ اس لئے ان کی زیارت کی خواہش دل میں ہی رہی۔

مگر بروز ہفتہ ۲۶ جولائی ۲۰۰۸ء کے مبارک دن کرامت اعلیٰ حضرت سید عبدالغفور شاہ صاحب جامع مسجد محمدی محمدی روڈ شیر شاہ کراچی میں عبدالغفور شاہ صاحب بیان کے لئے تشریف لائے۔ مجھے کسی نے خبر دی۔ میں فوراً اپنے دل میں دیدار ملاقات کی خواہش لئے آپ کی خدمت میں پہنچ گیا اور یوں میری دیرینہ خواہش پوری ہوئی۔ مجھے اس پر ناز ہے کہ میں نے ان دونوں ہستیوں کا دیدار کیا اور صحبت اختیار کی جنھوں نے اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کا دیدار کیا اور صحبت پائی۔

رات پونے بارہ بجے آپ مسند پر جلوہ افروز ہوئے اور اپنا خطاب شروع فرمایا۔ غریب آبادی کی اس مسجد میں اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کے دیوانے حضرت صاحب کے دیدار سے اپنی پیاس کو بجھا رہے تھے یقیناً ان کا نظریہ یہ ہوگا کہ ہم اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کو تو نہ دیکھ سکے ان آنکھوں کو ہی دیکھ لیں جس نے اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کو دیکھا ہے۔ نعرہ تکبیر و رسالت اور فیض رضا جاری رہے گا کے محبت بھرے نعروں سے حضرت صاحب سے محبت و عقیدت کا والہانہ اظہار کر رہے تھے۔

خطاب شروع کرتے ہوئے آپ نے فرمایا کہ میں آپ حضرات کے سامنے وہ واقعات بیان کروں گا جو میں نے نہ کتابوں میں پڑھے نہ کسی عالم دین سے سنے بلکہ خود اپنی آنکھوں سے دیکھے۔ مطلب یہ کہ اعلیٰ حضرت امام اہلسنت مولانا شاہ احمد رضا خان صاحب فاضل بریلی علیہ الرحمہ کی وہ کرامات میں آپ کے سامنے بیان کروں گا جو میں نے خود ہی اپنی آنکھوں سے دیکھیں۔

آپ نے فرمایا حضرات! مجھے دیکھو! میں اعلیٰ حضرت کی زندہ کرامت آپ کے سامنے ہوں۔

مجھے اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے طویل عمر کی بشارت دی تھی۔ اسلامی سال کے لحاظ سے میری عمر اس وقت ایک سو بارہ ۱۱۲ سال ہے اور انگریزی سال کے حساب سے میری عمر ایک سو نو ۱۰۹ برس ہے۔ میری تندرستی اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کی زندہ کرامت ہے (میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ حضرت صاحب ایک سو بارہ سال کی عمر میں اس طرح چل پھر رہے تھے اور اس طرح جوش و خروش کے ساتھ بیان فرما رہے تھے آپ کے چہرے پر نہ بڑھاپے کے اثرات تھے یوں محسوس ہوتا تھا جیسے کوئی بچاس سالہ شخص خطاب کر رہا ہو درحقیقت یہ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کی زندہ کرامت ہے)

پھر آپ نے اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کی شان میں یہ اشعار پڑھے۔

کسی عاشق سے پوچھو قدر و قیمت اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کی
کسی نے شاعر کسی نے عالم کہہ دیا ان کو
کسے معلوم ہے اصلی حقیقت اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کی
بحمد اللہ سنی ہوں تو ہے قسمت کہ رضوی بھی ہوں
گزاری انہوں نے ساری زندگی مدحت رسول میں

اے سامعین کرام! آپ جانتے ہیں کہ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کون تھے۔ آپ عظیم سائنس دان تھے۔ آپ عظیم سیاست دان تھے آپ عظیم عالم و فقیہ تھے۔ آپ ریاضی دان تھے۔ الغرض آپ بے مثل و بے مثال تھے۔

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کو اللہ تعالیٰ نے جو عزت، رفعت، بلندی اور شان عطا فرمائی وہ سب سے جدا ہے۔ آپ پوری دنیا میں کہیں جائیں میرے اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کا سلام "مصطفیٰ جان رحمت پہ لاکھوں سلام" ہر جگہ پڑھا جاتا ہے۔

قریہ بہ قریہ شہر بہ شہر تیرا ہی ذکر ہے اے رضا
قریہ بہ قریہ سو بہ سو تیرا ہی ذکر ہے اے رضا

یکم دسمبر ۱۹۰۶ء میں اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے میرے والد ماجد علیہ الرحمہ سے فرمایا کہ سید صاحب! آپ کے صاحبزادے عبدالغفور کو اللہ عظیم بزرگوں کی زیارت عطا فرمائے گا اور پوری دنیا کی سیر عطا فرمائے گا۔

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کی پہلی بشارت کہ "عبدالغفور کو اللہ تعالیٰ عظیم بزرگوں کی زیارت عطا فرمائے گا" ۱۹۷۱ء میں پوری ہوئی۔ سعودی حکومت نے تعمیراتی پروگرام کے تحت ۱۹۷۱ء میں حضرت نبی کریم ﷺ کے والد ماجد حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ اور سات صحابہ کرام علیہم الرضوان کے مزارات کو شہید کر دیا۔

میں اسی سال اپنی والدہ کے ہمراہ عمرہ کے لئے روانہ ہوا جب صحابہ کرام علیہم الرضوان کے مزارات شہید کئے گئے تو میں اس وقت وہیں تھا۔ جب میں حضور ﷺ کے والد ماجد حضرت عبداللہ کے مزار کے قریب پہنچا تو کیا دیکھا۔ آپ کا جسم اور کفن تر و تازہ تھا۔ میں نے آگے بڑھ کر حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی پیشانی کا بوسہ دیا اس کے بعد سات صحابہ کرام علیہم الرضوان جن کے مزارات شہید کئے گئے تھے ان کے قریب گیا تو کیا دیکھا کہ سب کے اجسام اور کفن تر و تازہ تھے۔

ان سات صحابہ کرام علیہم الرضوان میں سے میں نے حضرت معاذ بن سلام، حضرت عمیر بن ربیع، حضرت عمر اور حضرت سعد بن ابی وقاص علیہم الرضوان (یہ دوسرے سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ ہیں کیونکہ دوسرے سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کا مزار چین میں ہے) کی پیشانیوں کو چوما اور کلیجہ ٹھنڈا کیا۔

بعض لوگوں میں یہ رواج تھا جو غالباً کسی کسی میں اب بھی ہے میت کو دفنانے کے بعد قبر میں بھی پھول ڈالے جاتے تھے۔ میں نے دیکھا کہ ان صحابہ کرام کے اجسام و کفن کے ساتھ ساتھ وہ پھول بھی تر و تازہ تھے۔ یہ سارے معاملات میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھے اور کیوں نہ ہو میرے اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے جو بشارت دی تھی کہ عبدالغفور عظیم بزرگوں کی زیارت کرے گا۔ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کی بشارت پوری ہوگئی۔

صحابہ کرام علیہم الرضوان اور حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی حیات کا واقعہ کئی اخبارات میں شائع ہوا۔ لاہور شہر کے روزنامہ مشرق نوائے وقت اور دیگر اخبارات میں یہ واقعہ یوں شائع کیا گیا اور اخبار کے مین صفحے پر سرخی لگی کہ "چودہ سو سال بعد صحابہ کرام کے اجسام و کفن تر و تازہ تھے"

یہ اخبارات میرے پاس ریکارڈ میں موجود ہیں جب خاصان خدا کے چودہ سو سال بعد تر و تازہ اجسام اور کفن کا سلامت ہونا لوگوں کے کانوں تک پہنچا اور لوگ حیرت کرنے لگے تو سعودی کہنے لگے کہ ان حضرات کے اجسام اور کفن تر و تازہ ہیں تو کیا ہوا؟ بات چیت تو نہیں کر سکتے؟

یقینی یہ کہ سعودیوں کے ذہن "سوچ" تخریبی دل اور باطن گندے ہو چکے ہیں۔ ہم خوش نصیب ہیں کہ ہم نے ان کی کرامات دیکھیں اور دل سے تسلیم کیں۔

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے میرے والد سے فرمایا تھا کہ تمہارا بیٹا سید عبدالغفور پوری دنیا کی سیر کرے گا۔ الحمدللہ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کی یہ بشارت بھی پوری ہو چکی ہے۔ میں پوری دنیا گھوما ہوں۔ ہر اس خطے میں گیا ہوں جہاں لوگ نہیں جا سکتے۔

ایک مرتبہ میں ملک شام گیا۔ وہاں حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے مزار پر گیا۔ حضرت محی الدین ابن عربی کے مزار پر گیا۔ ہاروت ماروت والا کنواں دیکھا۔ دیگر زیارات کیں۔ بابا ایوب قرطبی علیہ الرحمہ کے مزار پر گیا۔ بابا ایوب قرطبی علیہ الرحمہ کی یہ شان ہے کہ آپ کا بایاں پاؤں قبر انور سے باہر ہے۔ میں نے آپ کے پاؤں کا بوسہ لیا۔ وصال کو کئی سال گزر جانے کے باوجود آپ کا پاؤں تر و تازہ ہے۔

واپسی پر میں نے سوچا کہ جو میں نے دیکھا ہے وہ بریلی شریف جا کر اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کو سناؤں گا۔ بالآخر میں بریلی شریف پہنچا اور اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کے پاس گیا۔ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ جلوہ افروز تھے۔ مجھے دیکھ کر مسکرائے اور فرمانے لگے کہ سید عبدالغفور شام گئے تھے۔ حضرت بلال و مسعود رضی اللہ عنہم کے مزار پر گئے۔ ہاروت ماروت کا کنواں دیکھا۔ بابا ایوب قرطبی کی قدم بوسی کر کے آئے ہو وغیرہ وغیرہ۔ کہتے کہتے آپ نے سارے واقعات جو میرے ساتھ درپیش آئے میرے بتانے سے پہلے ہی سنا دیئے۔ میں یہ سن کر حیران رہ گیا اور دل میں یہ خیال کیا کہ امام اہلسنت اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ بریلی میں جلوہ گر ہو کر سب جگہ دیکھ رہے ہیں۔ سبحان اللہ

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ ایک مرتبہ دیوا شریف محفل میں گئے۔ دیوا شریف میں چرچا ہو گیا کہ ہمارے شہر میں بریلی شریف سے پیر صاحب تشریف لائے ہیں۔ اس شہر میں عبدالرحمٰن نامی ایک شخص کی پان کی دکان تھی۔ اس کا کاروبار نہیں چلتا تھا۔ لوگوں نے اس سے کہا کہ تم بریلی کے پیر صاحب سے کاروبار میں برکت کا تعویذ لے لو۔ چنانچہ عبدالرحمٰن اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کی بارگاہ میں آیا اور اپنا مسئلہ بیان کیا۔ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے ایک تعویذ دیا اور فرمایا اسے اپنی دکان میں رکھ لو۔ کچھ دنوں کے بعد عبدالرحمٰن کی پان کی دکان اتنی چلی کہ لوگ دور دور سے عبدالرحمٰن کی دکان پر پان لینے آتے تھے۔ آس پاس کے پان والے حیران و پریشان ہو گئے اور دیوا شریف کے پیر صاحب کے پاس گئے اور سارا ماجرا بیان کیا۔ دیوا شریف کے پیر صاحب نے سورۂ مزمل کا نقش لکھ کر دیگر پان والوں کو دیا اور کہا کہ کچھ دنوں کے بعد آ کر مجھے بتانا کہ فائدہ ہوا کہ نہیں؟ چودہ دن گزر جانے کے باوجود دیگر پان والوں کا کام ترقی نہ کر پایا۔ دیوا شریف کے پیر صاحب نے نقش تبدیل کر کے پان والوں کو دیا مگر پھر بھی ان کو فائدہ نہ ہوا۔ بالآخر دیوا شریف کے پیر صاحب نے کہا کہ عبدالرحمٰن کو جو بریلی کے پیر صاحب نے تعویذ دیا ہے وہ میرے پاس لے آؤ۔ میں دیکھوں کہ انہوں نے کس سورت کا نقش لکھا ہے۔

چنانچہ کوئی طریقہ استعمال کر کے وہ تعویذ دیوا شریف کے پیر صاحب کے پاس لایا گیا۔ جب اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کے تعویذ کو کھول کر دیکھا تو اس پر یہ عبارت تحریر تھی۔

"حضرات! پان یہاں سے خریدا کرو!"

باقی صفحہ 12 پر ملاحظہ فرمائیں

بقیہ: خطاب اس کا جس نے اعلیٰ حضرت کو دیکھا

حضرت شیر محمد شرقپوری علیہ الرحمہ کی ذات کسی تعارف کی محتاج نہیں۔ آپ کی ولادت سے سو سال قبل صوفیا کرام رحمہم اللہ نے بشارت دی تھی۔ شرقپور میں محمد کا ایک شیر پیدا ہوگا یعنی حضرت شیر محمد شرقپوری علیہ الرحمہ کی ولادت کی جانب اشارہ تھا۔ حضرت شیر محمد شرقپوری علیہ الرحمہ کو خواب میں سرکار بغداد حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ کی زیارت ہوئی۔ آپ نے حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ سے عرض کی۔ حضور! ہندوستان میں آپ کا نائب کون ہے؟ سرکار بغداد رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا۔ ہندوستان کے شہر بریلی میں احمد رضا میرا نائب ہے۔

چنانچہ حضرت شیر محمد شرقپوری صاحب ہندوستان کے شہر بریلی پہنچے۔ وہاں بہت لوگ بیٹھے تھے۔ میں نے کیا دیکھا کہ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ حدیث شریف سناتے اور پردے کے پیچھے ایک ہستی اس کی تصدیق کرتی اور پردے کے پیچھے سرور کونین ﷺ جلوہ فرما تھے۔

الغرض کہ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کو اللہ تعالیٰ نے بڑی شان و عظمت سے نوازا تھا۔ پیر المنصور شاہ صاحب نے دو گھنٹے خطاب کیا۔ خطاب جاری تھا۔ آپ نے فرمایا کہ کسی صاحب نے سوالات کرنے ہوں تو کر لے۔ اتنے میں محمدی مسجد کے امام صاحب نے آواز لگائی کہ حضرت! اب اختتام فرمادیں۔ یہ سن کر آپ فرمانے لگے کہ یوں محسوس ہوتا ہے کہ آپ لوگ تھک گئے ہیں۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ دو گھنٹے مجھے بولتے ہوئے ہو گئے ہیں۔ میری عمر ایک سو بارہ سال مگر پھر بھی میں نہیں تھکا۔ اگر میں تھک گیا تو امام اہلسنت اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کی کرامت کیسے کہلائے گی۔

آپ نے ٹھیک سوا دو گھنٹے سے زائد خطاب کیا۔ کئی ایسی کرامات سنائیں جو میں رسالے میں نہیں لکھ سکتا۔ کیونکہ میرے آقا ﷺ کا فرمان ہے کہ لوگوں سے ان کی عقلوں کے مطابق کلام کرو۔

انشاء اللہ موقع ملا تو آپ سے بھی انٹرویو لیں گے اور قارئین کی خدمت میں پیش کریں گے۔

ماہنامہ تحفظ نے دو سال قبل سید صاحب کا انٹرویو شائع کیا تھا۔ 17 جون بروز منگل آپ کا وصال ہو گیا لہذا قارئین کے بے حد اصرار پر سید صاحب کا انٹرویو دوبارہ شائع کیا جا رہا ہے۔

آپ کی خدمت میں ایک ایسی ہستی کا انٹرویو پیش کیا جا رہا ہے جس نے اپنی حیات میں اعلیٰ حضرت امام اہل سنت مولانا الشاہ احمد رضا خان صاحب فاضل بریلوی علیہ الرحمہ کی زیارت کی ہے۔ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ آپ کے گھر بھی تشریف لائے تھے۔

فقیر (محمد شہزاد قادری ترابی) کو کسی عالم دین نے بتایا کہ حیدرآباد شہر کے علاقے تھجرو پول میں ایک بزرگ رہتے ہیں جن کو علماء کرام اور مفتیان کرام "عارف باللہ" کہتے ہیں۔ ان کا نام عارف باللہ شیخ الاسلام حضرت علامہ مولانا سید محمد علی رضوی ہے جنہوں نے اپنی آنکھوں سے اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کا دیدار کیا ہے۔ آپ جلد از جلد ان کا انٹرویو لے لیں۔ اس دن سے فقیر کے دل میں یہ حسرت تھی کہ میں ان سے جا کر ملوں۔ ان کا انٹرویو لوں اور اگر وہ انٹرویو نہ بھی دیں تو فقط ان کی زیارت سے مستفید ہو کر اپنی آنکھوں کو ٹھنڈا کروں۔

الغرض کہ میں نے ماہنامہ تحفظ (حیدرآباد) کے نمائندے اور مفتی عبدالحفیظ برکاتی صاحب کے صاحبزادے محترم محمد نعیم برکاتی کو فون کیا کہ آپ حضرت علامہ مولانا سید محمد علی رضوی صاحب سے ملاقات کا وقت لیں لہذا انہوں نے ملاقات کا وقت لیا۔

حتمبر ۲۰۰۵ء کے آخری اتوار کو بعد نماز ظہر ہم آپ کی رہائش گاہ پر پہنچے۔ میرے ساتھ محترم محمد نعیم برکاتی، محترم محمد حامد برکاتی، محمد جواد رضا برکاتی اور محمد شاہد سعیدی تھے۔

شروع شروع میں ایسا محسوس ہوتا تھا کہ حضرت ہمیں انٹرویو نہیں دیں گے لیکن آہستہ آہستہ ہم نے اپنے رسالے اپنی کتب اور اپنے مشن کا تعارف کروایا اور عاجزی کے ساتھ درخواست کی تو آپ نے ہمیں الحمد للہ پینتالیس منٹ عطا فرمائے۔ اصل میں بات یہ ہے کہ آپ بہت ضعیف العمر ہیں زیادہ دیر بیٹھ نہیں سکتے۔ آپ نے ہمیں اتنا وقت دیا یہ بھی بہت بڑی بات ہے۔

آپ سے متعلق میں نے سنا ہے کہ جب آپ مسجد میں امامت فرماتے تھے اس وقت پہلی صف میں آپ کسی بغیر داڑھی والے کو کھڑا نہیں رہنے دیتے تھے۔ آپ کو سرکار اعظم ﷺ سے بڑی محبت والفت ہے جس کا اظہار سنت سے محبت سے ہوتا ہے۔

انٹرویو کے وقت حضرت کے بھتیجے اور حیدرآباد کی روحانی شخصیت حضرت علامہ مولانا پیر سید اشرف قادری صاحب برکاتہم العالیہ بھی موجود تھے جنہوں نے انٹرویو لیتے وقت ہماری مدد فرمائی۔

سوال: آپ کی ولادت کب اور کہاں ہوئی؟

جواب: ۱۹۱۳ء میں ہندوستان کی ریاست الور راجستھان میں پیدا ہوا۔

سوال: آپ کے کتنے بہن بھائی ہیں کیا آپ کے بھائیوں میں کوئی عالم دین ہے؟

جواب: ہم دو بھائی ہیں ایک میں اور دوسرے بھائی حضرت سید انور علی شاہ صاحب ہیں۔ وہ عالم دین ہیں۔

سوال: آپ کے والد صاحب کا کیا نام ہے؟

جواب: میرے والد کا نام حضرت علامہ مولانا سید مبارک علی شاہ صاحب علیہ الرحمہ ہے۔

سوال: آپ اپنے نام کے ساتھ "رضوی" نسبت لگاتے ہیں یہ کس ہستی کی وجہ سے لگاتے ہیں؟

جواب: میں الحمد للہ سید ہوں۔ والدہ کی جانب سے مجھے امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نسبت ہے اور والد صاحب کی جانب سے حضرت موسیٰ رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نسبت ہے۔ میں حضرت امام موسیٰ رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نسل سے ہوں اس لئے ان کی نسبت سے "رضوی" لگاتا ہوں۔

سوال: آپ نے ابتدائی تعلیم کہاں سے حاصل کی؟

جواب: میں نے ابتدائی تعلیم اپنے گھر ہی میں حاصل کی۔

سوال: آپ نے دورہ حدیث کہاں سے کیا؟

جواب: میں نے دورہ حدیث دارالعلوم حزب الاحناف سے کیا۔

سوال: آپ نے کن اساتذہ سے تعلیم حاصل کی؟

جواب: شیخ ملت حضرت علامہ مولانا دیدار علی شاہ صاحب علیہ الرحمہ، حضرت علامہ مولانا ابوالبرکات شاہ صاحب علیہ الرحمہ اور حضرت علامہ مولانا مہرالدین صاحب علیہ

الرحمہ سے تعلیم حاصل کی۔

سوال: آپ کس ہستی سے شرفِ بیعت ہیں؟

جواب: میں شہزادہ اعلیٰ حضرت حجۃ الاسلام حضرت علامہ مولانا حامد رضا خان صاحب علیہ الرحمہ کا مرید ہوں۔

سوال: آپ کی کتنی تصانیف ہیں؟

جواب: میری کوئی معروف تصانیف تو نہیں ہیں البتہ رمضان کے فضائل اور نوافل سے متعلق کچھ لکھا ہے؟

سوال: آپ کے شاگردوں میں نمایاں کون کون ہیں؟

جواب: میرے بے شمار شاگرد ہیں جن میں مفتی اعظم سندھ مفتی محمد حسین سکھر والے علیہ الرحمہ نمایاں ہیں۔ مفتی محمد حسین صاحب علیہ الرحمہ حیدرآباد میں رہتے ہیں۔

سوال: سنا ہے کہ حضرت علامہ دیدار علی شاہ صاحب علیہ الرحمہ آپ کے رشتے دار ہیں؟

جواب: جی ہاں! شیخ الاسلام حضرت علامہ مولانا دیدار علی شاہ صاحب علیہ الرحمہ میرے حقیقی پھوپھا ہیں۔ ان کے تین صاحبزادے ہیں (۱) حضرت علامہ مولانا ابوالبرکات صاحب علیہ الرحمہ (۲) حضرت علامہ مولانا ابوالحسنات صاحب علیہ الرحمہ اور تیسرے مولانا علی احمد تھے۔ یہ تینوں میرے پھوپھی زاد بھائی ہیں۔ اس کے علاوہ مجاہد ملت حضرت علامہ مولانا محمود احمد رضوی صاحب علیہ الرحمہ میرے بھانجے ہیں۔

میرے پھوپھا حضرت علامہ سید دیدار علی شاہ صاحب علیہ الرحمہ کا لاہور والوں پر بہت احسان ہے مگر مجھے افسوس سے کہنا پڑ رہا ہے کہ لاہور والوں نے حضرت دیدار علی شاہ صاحب کو بھلا دیا۔ حضرت دیدار علی شاہ صاحب کی آمد سے پہلے لاہور بدمذہبوں کا گڑھ تھا۔ آپ نے یہاں دارالعلوم اور مدارس کی بنیاد رکھی اور اہلِ سنت کا بول بالا کیا۔ آپ علیہ الرحمہ عمر بھر لاہور میں رہے اور پیغامِ رضا پھیلاتے رہے۔

سوال: ہم نے سنا ہے کہ آپ نے اعلیٰ حضرت امام اہلسنت فاضل بریلی علیہ الرحمہ کی زیارت کی ہے؟

جواب: جی ہاں! میں نے اعلیٰ حضرت امام اہل سنت علیہ الرحمہ کو دیکھا ہے۔ وہ ہمارے گھر میری بہن کا نکاح پڑھانے کے لئے تشریف لائے تھے اس وقت میری عمر دس برس تھی۔

سوال: اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کا حلیہ کیسا تھا۔ کیا آپ نے اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کی شباہت کسی میں پائی؟

جواب: اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نہایت ہی حسین و جمیل تھے۔ بالکل ٹھنڈے مزاج کی شخصیت تھے۔ بالکل دبلے پتلے تھے۔ دیکھنے والا پکار اٹھتا تھا کہ حقیقت میں عاشقِ رسول ﷺ ہیں۔

میں نے اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کی شباہت ان کے صاحبزادے حجۃ الاسلام حضرت علامہ مولانا حامد رضا خان صاحب علیہ الرحمہ میں پائی۔ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کو اسلاف سے بڑی محبت تھی۔ ایک مرتبہ پورے دن اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے کچھ کھایا نہ پیا۔ دوسرے دن کچھ کھایا نہ پیا۔ علماء کرام سمجھے کہ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کسی بات پر ناراض ہو گئے ہیں لہذا حضرت محدث سورتی صاحب و دیدار علی شاہ بھی آپ کے پاس گئے اور کہا کہ ہم بھی کھانا نہیں کھائیں گے۔ اس پر اعلیٰ حضرت امام اہل سنت نے محدث سورتی صاحب سے فرمایا کہ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تین روز تک نہ کھایا نہ پیا لہذا میں حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سنت ادا کر رہا ہوں۔ اس طرح امام اہل سنت علیہ الرحمہ نے تین دن کچھ نہ کھایا نہ پیا۔

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کی عادت مبارکہ تھی کہ آپ بہت کم کھاتے تھے اور بہت کم سوتے تھے۔

سوال: جب اعلیٰ حضرت امام اہل سنت علیہ الرحمہ کا وصال ہوا تو آپ اس وقت کہاں تھے؟

جواب: اس وقت میں لاہور میں تھا۔

سوال: اس وقت کی کوئی یادگار بات جو آپ کو یاد ہو؟

جواب: جب اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کے وصال کی خبر مولوی اشرف علی تھانوی کو دی گئی اس وقت وہ تقریر کر رہا تھا جب اشرف علی تھانوی کو یہ اطلاع ملی تو اس نے تقریر روک کر حاضرین سے کہا "اے لوگو! آج دنیا سے عاشقِ رسول ﷺ چلا گیا"

سوال: اعلیٰ حضرت امام اہل سنت علیہ الرحمہ کے علاوہ آپ نے کن علماء و مشائخ سے ملاقات کی۔

جواب: (۱) حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی علیہ الرحمہ (۲) حضرت علامہ مولانا حامد بدایونی علیہ الرحمہ (۳) اعلیٰ حضرت سید علی حسین اشرفی جیلانی علیہ الرحمہ (۴) حضرت علامہ دیدار علی شاہ صاحب علیہ الرحمہ (۵) حضرت مخدوم پیر صدر الدین ملتانی علیہ الرحمہ (۶) حضرت علامہ ابوالبرکات صاحب علیہ الرحمہ (۷) حضرت علامہ ابوالحسنات صاحب علیہ الرحمہ (۸) امیر ملت پیر جماعت علی شاہ صاحب علیہ الرحمہ (۹) حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خان صاحب علیہ الرحمہ (۱۰) صدر الافاضل مفتی نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمہ (۱۱) صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ (۱۲) حضور مفتی اعظم ہند مولانا مصطفیٰ رضا خان صاحب علیہ الرحمہ۔

سوال: اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کے ساتھی علماء کون تھے جنہوں نے دارالعلوم قائم کیا؟

جواب: اعلیٰ حضرت امام اہل سنت علیہ الرحمہ، علامہ شمس الدین صاحب علیہ الرحمہ اور علامہ ارشاد حسین علیہ الرحمہ تینوں ایک ساتھ تھے پھر اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے بریلی شریف میں مدرسہ کھولا، علامہ شمس الدین صاحب نے شمس العلوم کے نام سے مدرسہ کھولا اور علامہ ارشاد حسین رامپوری نے رام پور میں دارالعلوم ارشادیہ کے نام سے مدرسہ قائم کیا۔

سوال: کہا جاتا ہے کہ دارالعلوم دیوبند کا بانی مولوی قاسم نانوتوی ہے آپ کی نظر میں صحیح بات ہے؟

جواب: یہ کہنا کہ دارالعلوم دیوبند کا بانی مولوی قاسم نانوتوی ہے سفید جھوٹ ہے۔ حق اور سچ بات یہ ہے کہ دارالعلوم دیوبند کے بانی مولانا امداد اللہ مہاجر مکی ہیں۔ مولوی قاسم نانوتوی تو دارالعلوم دیوبند کے بننے کے کئی سال بعد آیا۔

سوال: دارالعلوم احسن البرکات کو قائم کرنے میں بھی آپ کا کردار ہے؟

جواب: ۱۹۳۹ء میں حیدرآباد شہر میں کوئی مدرسہ نہ تھا۔ سید جعفر حسین صاحب سے بات کی۔ انہوں نے پوری بلڈنگ دی۔ الحمدللہ! درس نظامی کا مدرسہ قائم ہوگیا۔

سوال: کیا دارالعلوم احسن البرکات میں آپ بھی استاد رہ چکے ہیں؟

جواب: جی ہاں! میں نے بھی دارالعلوم احسن البرکات میں پڑھایا ہے۔

سوال: آپ عالم اسلام کے موجودہ حالات کو کس تناظر میں دیکھتے ہیں؟

جواب: عالم اسلام میں مسلمانوں پر کفار کے ظلم و ستم کی ایک بہت بڑی وجہ یہ ہے کہ آج مسلمان بے عمل ہوگئے ہیں۔ شریعت کی پابندی نہیں کرتے موجودہ وبال ان کے اعمال کا نتیجہ ہے۔

سوال: ہمارے علماء کرام کے آپس کے اختلافات کو آپ کس تناظر میں دیکھتے ہیں؟

جواب: ہمارے علماء کرام کے آپس کے اختلافات انانیت کی وجہ سے ہیں۔ آپس میں حسد و بغض نے ہمیں ہر لحاظ سے پیچھے کردیا ہے۔

سوال: آپ کب سے امامت فرما رہے ہیں؟

جواب: میں شروع سے ہی امامت کرتا چلا آرہا ہوں۔ میں نے اپنے آبائی گاؤں "الور".... میں سب سے پہلے امامت کی۔ پھر دہلی کینٹ کی جامع مسجد کا خطیب رہا اور ۱۹۴۸ء سے ۲۰۰۰ء تک مسجد نور رنچھوڑ پول حیدرآباد سندھ میں امامت و خطابت کے فرائض انجام دیتا رہا۔

سوال: آپ کے بھتیجے حضرت علامہ مولانا پیر سید اشرف رضوی کے بارے میں کچھ ارشاد فرمائیں؟

جواب: پیر اشرف جیلانی صاحب ظاہری اعتبار سے دارالعلوم احسن البرکات سے فارغ التحصیل ہیں۔ دین کی اچھی خدمت کر رہے ہیں۔ مسجدوں کو آباد کرتے ہیں اپنے بزرگوں کے فیض کو پھیلا رہے ہیں اللہ تعالیٰ ان کو استقامت دے۔

سوال: ماہنامہ "تحفظ" کے ذریعے آپ عوام اہل سنت کو کچھ نصیحت فرمائیں؟

جواب: اس سوال پر حضرت مسکرا دیے اور مسکرا کر فرمانے لگے کہ میں نصیحت کروں یا وصیت کروں؟

"آپس میں محبت اور اخوت سے رہنا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے محبوب ﷺ کو سب سے زیادہ یہ پسند ہے کہ تم آپس میں محبت کرو ورنہ تمہاری عبادت بے کار ہے۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ہاتھ باندھ کر کھڑے ہو جانا فقط نیکی نہیں ہے اصل نیکی آپس میں محبت اور بھائی چارہ ہے۔ آپس میں ایک دوسرے کے معاون و مددگار بن جاؤ۔ آپس میں اتحاد کرکے ایک دوسرے کے ہاتھ مضبوط کرو۔ یہی وہ اتحاد ہے جس نے ہزاروں دشمنوں کو دفن کردیا۔ ہم اکثریت میں ہیں مگر اتحاد و اتفاق نہیں ہے۔ ہم جانتے ہیں کہ جو لوگ آپس میں ایک ہوتے ہیں متحد ہوتے ہیں ان پر اللہ تعالیٰ کی رحمتیں ہوتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کرو۔ اسی میں کامیابی' کامرانی' رحمتوں اور برکتوں کی بشارت ہے"

آخر میں آپ نے فرمایا (اور یہ بات اکثر لوگوں کی زبان سے بھی سنی گئی ہے) کہ جو باتیں میں تم کو بتاتا ہوں اس کو غور سے سنا کرو اور اس پر عمل کیا کرو کیونکہ یہ باتیں تمہیں کوئی مولوی نہیں بتائے گا۔ میں جو نصیحتیں تمہیں دیتا ہوں اسے لے لو تمہیں ہمیشہ فائدہ دیں گی۔

فقیر نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ بعض مواقع پر حضرت نے ایسی گہری باتیں کہیں کہ میں خود بھی حیران رہ گیا۔ میں ان باتوں کو لکھنے سے بھی قاصر ہوں۔ حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں کی باتوں میں ان کی نصیحتوں میں بے شمار راز پوشیدہ ہوتے ہیں جنہیں یا تو صرف یہی جانتے ہیں یا پھر جس پر ان کی نظر ہو جائے وہ سمجھ لے۔

16 جون بروز منگل حضرت عارف باللہ حضرت علامہ مولانا سید محمد علی رضوی علیہ الرحمہ وصال فرما گئے۔ آپ کی نماز جنازہ میں مفتیان کرام علماء کرام مشائخ عظام سنی قائدین سیاسی اور سماجی شخصیات سمیت ہزاروں افراد نے شرکت کی۔ دیکھنے والوں نے کہا کہ آپ کے جنازہ کا اجتماع حیدرآباد کی تاریخ کا شاید واحد نماز جنازہ تھا جس میں سینکڑوں علماء کرام نے شرکت کی اور فیض پایا۔ آپ کو حضرت شیخ عبدالوہاب جیلانی رضی اللہ عنہ کے قدموں میں سپرد خاک کیا گیا۔

فقیر (محمد شہزاد قادری ترابی) نے اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کو نہیں دیکھا مگر مجھے ناز ہے کہ میں نے ان آنکھوں کو دیکھا اور اس کے برابر میں بیٹھا ہوں جنہوں نے اعلیٰ حضرت امام اہلسنت علیہ الرحمہ کو دیکھا ہے۔

آہ! صد آہ! آج وہ آنکھیں بند ہوگئیں! جنہوں نے اعلیٰ حضرت سمیت سینکڑوں اولیاء اللہ کی زیارت اور صحبت پائی۔ اللہ تعالیٰ حضرت صاحب علیہ الرحمہ کے درجات بلند فرمائے اور آپ کی مرقد نور پر رحمت و رضوان کی تاقیام قیامت بارش نازل فرمائے۔ آمین ثم آمین

علامہ مولانا سید محمد علی رضوی مدظلہ العالی کا جنازہ تدفین کیلئے قبرستان لے جایا جارہا ہے